قرآن مجید سے اعراض......اور خسارہ

پاکستان کیوں اور کس لئے

اسلامی ملک' اسلامی اصول' اسلامی نظام اور اسلامی قوانین

تحریر۔محمد حنیف

چند دانشور شخصیتوں کی سوچ اور قوم کی دلیری کی بدولت بہت بڑی جانی اور مالی قربانیوں اور سخت جدوجہد کی وجہ سے پاکستان معرض وجود میں آیا جس کی تقسیم آبادی کے لحاظ سے دو حصوں میں ہوئی۔ ان حاصل کردہ حصوں میں نہ تو انگریزوں کی حکومت رہ گئی تھی اور نہ ہی کسی غیر مذہب کا تعلق رہ گیا تھا صرف مسلمان اور اسلام ہی کا تعلق رہ گیا تھا یہ دس لاکھ سے لیکر ۱۲ لاکھ مسلمانوں کے نام پر شہادت ہی کا صلہ کہ پاکستان اللہ کے فضل وکرم سے اسلامی ملک قائم ہوا۔ جس عظیم مقصد کے لئے یہ سب کچھ کیا گیا ہمارے چند امراء شخصیتوں کی ضد اور عناد کی وجہ سے اپنے اصل مقاصد کے تحت ملک پروان نہ چڑھا اور جو لوگ عرصہ ۴۲ سال کے دوران رد وبدل کی سیاست سے ملک پر حکمرانی کرتے چلے آئے ہیں وہ اصل مقصد سے بالاتر رہ کر حکومت کا انتظام غیر شرعی طریقوں سے چلاتے رہے ہیں اور شروع ہی سے نظریہ اسلام میں پس وپیش سے کام لیتے آئے ہیں جیساکہ عالم الغیب سے انبیاء علیہ السلام کے ذریعہ ہم سب کو جو عطیہ ملا تھا اس کو لاپرواہی کی نظر سے دیکھتے اور اس کے عمل کا انکار کرتے رہے ہیں لیکن اقتدار کی خاطر کلمہ توحید کا ذکر اور اسلام کی باتیں قوم کو ہر الیکشن پر سناتے ضرور رہے ہیں اقتدار حاصل کرنے کے بعد اسلامی روایات کے خلاف خود عمل کرتے اور قوم سے کرواتے رہتے ہیں جس وجہ سے آج قوم صرف چند انسانوں کے سوا حرام باتوں کی مرتکب ہوگئی ہے۔ حالات یہاں تک پہنچ چکے ہیں کہ اگر کہیں بھولے سے اسلام کی بات ہو جائے تو سننے والے گھبراہٹ محسوس کرنے لگ جاتے ہیں اس کے برعکس اگر ہیٹ' پتلون' اداکاروں' فلم سازوں اور ڈرامہ بازوں کی

بات سن لیں تو کام کاج اور کھانا پکانا چھوڑ کر بڑی رغبت سے سننے لگ جاتے ہیں اور خوشی محسوس کرتے ہیں کہ ہم ترقی یافتہ لوگوں میں شمار ہونے لگے ہیں۔ اے اللہ کے بندو خدا کے احکام پڑھو تاکہ محسوس کرو کہ ہم اسلام سے کتنی دور چلے گئے ہیں اور اس بات سے آگاہ ہو جاؤ کہ اللہ پاک نے لہو و لعب کے یہ مشغلے گانا بجانا' ناچ' ناول' ڈرامے اور فضول کھیل وغیرہ کو اپنے کلام الٰہی میں مکمل حرام قرار دیا ہے اور اس کے عمل سے تعلق رکھنے والے لوگوں کو سخت سزا کا حکم سنایا ہے یہ بھی حکومت کے طرز عمل ہی کا نتیجہ ہے۔ حالانکہ اسلامی ملکوں کی اسمبلیاں اور ان کے ممبران اور امیر سب اسی اصول و قانون کے پابند ہوتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے رسول کریم ﷺ کے ذریعہ سے ہم کو ملے ہیں دیگر ہماری قانون ساز اسمبلیاں قرآن و سنت کے بیان کردہ اصولوں کے دائرہ کار میں ہی ہو سکتی ہیں اس کے خلاف کوئی قانون یا دستور ساز اسمبلی بن ہی نہیں سکتی۔ کیونکہ قوموں کی ہدایت کا سلسلہ انہی لوگوں کے ذریعہ سے ہوتا ہے قانون ہے کہ راہنما ہی قوم کے لئے مشعل راہ ہوتے ہیں لہٰذا حضور بالا کی خدمت میں التجا ہے کہ تمام باطل قوانین کو مکمل ختم کیا جائے اور اسلامی روایات کے مطابق ملک کا نظام چلایا جائے تاکہ دس بارہ لاکھ مسلمان شہیدوں کا بوجھ قوم کے راہنماؤں کے ذمہ سے ہلکا ہو جائے دوسرا قوم جو بے راہ روی اختیار کر چکی ہے رک جائے اللہ تعالیٰ کی نظر کرم سے ہمیں اسلام میں داخل ہونے کی توفیق بخشے جس طرح رسول کریم ﷺ کے ذریعہ ہمیں ملا ہے یا باری تعالیٰ ہم سب کو اپنے وضع کردہ اصولوں کے دائرہ کار میں رہ کر چلنے کی توفیق عطا فرما اور ہم سب کو ہر شر سے محفوظ فرما آپ ہی ہم سب کے وارث ہیں۔

معارف و مسائل

"ولھن مثل الذی علیھن بالمعروف وللرجال علیھن درجة۔ واللہ عزیز حکیم" (بقرۃ آیت نمبر۲۲۸)

ترجمہ۔ اور عورتوں کا بھی حق ہے جیسا کہ مردوں کا ان پر حق ہے۔ اور دستور کے موافق

مردوں کو عورتوں پر فضیلت ہے اور اللہ زبردست ہے حکمت والا۔

مرد و عورت کے فرق اور باہمی حقوق درجات پر یہ ایک جامع آیت ہے یعنی یہ امر تو حق ہے کہ جیسے مردوں کے حقوق عورتوں پر ہیں۔

ایسے ہی عورتوں کے حقوق مردوں پر ہیں جن کا قائدہ کے موافق ادا کرنا ہر ایک پر ضروری ہے تو اب مردوں کو عورت کے ساتھ بدسلوکی اور اس کی ہر قسم کی حق تلفی ممنوع ہوگی مگر یہ بھی ہے کہ مردوں کو عورتوں پر فضیلت اور فوقیت ہے۔ اس لئے رجوع میں اختیار مرد کو ہی دیا گیا

اللہ پاک نے قرآن مجید میں مرد اور عورت کے بارے میں ہر قسم کے اصول وضع فرمائے ہیں اس میں مرد اور عورت کے نکاح و طلاق اور دیگر امور حق کے بارے میں واضح طور پر بیان فرما کر امت مسلمہ کی اصلاح اور مردوں کو عورتوں پر فوقیت کا حق دیا ہے۔ کچھ عرصے سے ہمارے ملک کے اندر مردوں اور عورتوں کے بارے میں رنگا رنگ کی چہ میگوئیاں ہو رہی ہیں وہ اس طرز پر بیان ہو رہی ہیں۔ کہ ایک دوسرے کی گفتار سے کوئی بات واضح دکھائی نہیں دے رہی۔ اصل میں یہ بات ہے کہ ہمارے معاشرہ میں دینی لٹریچر کے بارے میں عام لوگوں کو واقفیت نہیں ہے مرد اور عورتیں جو چاہیں بیان بازی کرتے رہتے ہیں۔ اس بارے میں قرآن پاک کی روشنی میں تفصیل کے ساتھ تحریر کر رہا ہوں۔ "ولھن مثل الذی علیھن بالمعروف" یہ آیت عورتوں اور مردوں کے باہمی حقوق و فرائض اور ان کے درجات کے بیان میں ایک شرعی ضابطہ کی حیثیت رکھتی ہے اس آیت سے پہلے اور اس کے بعد کئی رکوع تک اسی ضابطہ کی اہم جزئیات کا بیان ہوا ہے۔

اسلام میں عورت کا مقام:۔

اس جگہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ پہلے عورت کے اس مقام کی کچھ تشریح کر دی جائے۔ جو اسلام نے اس کو عطا کیا ہے۔ جس کو سمجھ لینے کے بعد یقینی طور پر اس کا اعتراف کرنا پڑتا ہے۔ کہ ایک عادلانہ اور معتدلانہ نظام کا مقتضی یہی تھا اور یہی وہ مقام ہے

جس میں اونچ نیچ یا انحراف انسان کے دین ودنیا کے لئے عظیم خطرہ بن جاتا ہے۔

غور کیا جائے تو دنیا میں دو چیزیں ایسی ہیں جو اس عالم کی بقا اور تعمیر وترقی میں عمود کا درجہ رکھتی ہیں ایک عورت دوسری دولت لیکن تصویر کا دوسرا رخ دیکھا جائے تو یہی دونوں چیزیں دنیا میں فساد اور خونریزی اور طرح طرح کے فتنوں کا سبب بھی ہیں اور غور کرنے سے اس نتیجہ پر پہنچنا کچھ دشوار نہیں۔ کہ یہ دونوں چیزیں اپنی اصل میں دنیا کی تعمیر وترقی اور اس کی رونق کا ذریعہ ہیں لیکن جب کہیں ان کو اپنے اصلی مقام اور موقف سے ادھر ادھر کر دیا جاتا ہے تو یہی چیزیں دنیا میں بڑا زلزلہ بھی بن جاتی ہیں۔

قرآن نے انسان کو نظام زندگی دیا ہے اس میں ان دونوں چیزوں کو اپنے اپنے صحیح مقام پر ایسا رکھا گیا ہے کہ ان کے قواعد وثمرات زیادہ سے زیادہ حاصل ہوں۔ اور فتنہ وفساد کا نام نہ رہے۔ دولت کا صحیح مقام اس کے حاصل کرنے کے ذرائع اور خرچ کرنے کے طریقے اور تقسیم دولت کا عادلانہ نظام یہ ایک مستقل علم ہے جس کو اسلام کا معاشی نظام کہا جاتا ہے اس کا بیان انشاء اللہ کسی اور موقع پر ہوگا۔ اس وقت عورت اور اس کے حقوق وفرائض کا ذکر ہے اس کے متعلق آیت مذکور میں یہ اشارہ فرمایا گیا ہے کہ جس طرح عورتوں پر مردوں کے حقوق ہیں جن کی ادائیگی ضروری ہے اس طرح مردوں پر عورتوں کے حقوق ہیں جن کا ادا کرنا ضروری ہے۔ ہاں اتنا فرق ضرور ہے کہ مردوں کا درجہ عورتوں سے بڑھا ہوا ہے۔ اور تقریباً یہی مضمون سورہ نساء میں آتا ہے۔ "الرجال قوامون علی النساء بما فضل اللہ بعضھم علی بعض وبما انفقوا من اموالھم" (یعنی مرد حاکم ہیں عورتون پر اس واسطے کہ بڑائی اللہ نے دی' ایک کو ایک پر اور اس واسطے کہ خرچ کئے انہوں نے اپنے مال۔

اسلام سے پہلے معاشرہ میں عورت کا درجہ:۔

اسلام سے پہلے زمانہ جاہلیت میں تمام دنیا کی اقوام میں جاری تھا۔ کہ عورت کی حیثیت گھریلو استعمال کی اشیاء سے زیادہ نہ تھی چوپایوں کی طرح اس کی خرید وفروخت ہوتی تھی۔ اس کو اپنی شادی بیاہ میں کسی قسم کا

کوئی اختیار نہ تھا اس کے اولیا جس کے حوالے کر دیتے وہاں جانا پڑتا تھا عورت کو اپنے رشتہ داروں کی میراث میں کوئی حصہ نہ ملتا تھا بلکہ وہ خود گھریلو اشیاء کی طرح مال وراثت سمجھی جاتی تھیں اور جو چیزیں عورت کی ملکیت کہلاتی ہیں ان میں اس کو مرد کی اجازت کے بغیر کسی قسم کے تصرف میں کوئی اختیار نہ تھا ہاں اس کے شوہر کو ہر قسم کا اختیار تھا کہ اس کے مال کو جہاں چاہے اور جس طرح چاہے خرچ کر ڈالے۔ اس کو پوچھنے کا بھی حق نہ تھا اس کے علاوہ عام طور پر باپ کے لئے لڑکی کا قتل بلکہ زندہ درگور کر دینا جائز سمجھا جاتا تھا۔ بلکہ یہ عمل باپ کے لئے عزت کی نشانی اور شرافت کا معیار تصور کیا جاتا تھا بعض لوگوں کا یہ خیال تھا کہ عورت کو کوئی بھی قتل کر دے نہ تو اس پر قصاص واجب ہے نہ خون بہا اور اگر شوہر مرجائے تو بیوی کو بھی اس کی لاش کے ساتھ ملا کر ستی کر دیا جاتا تھا۔

الغرض پوری دنیا میں اور اس میں بسنے والے تمام اقوام و مذاہب نے عورت کے ساتھ یہ برتاؤ کیا ہوا تھا کہ جس کو سن کر بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اس بیچاری مخلوق کے لئے نہ کسی عقل و دانش سے کام لیا جاتا تھا اور نہ عدل و انصاف سے۔ قربان جایئے۔ رحمت اللعالمین ﷺ اور آپ کے لائے ہوئے دین حق کے جس نے دنیا کی آنکھیں کھولیں۔ انسان کو انسان کا قدر کرنا سکھا دیا عدل و انصاف کا قانون جاری کیا۔ عورتوں کے حقوق مردوں پر ایسے ہی لازم کئے۔ جیسے عورتوں پر مردوں کے حقوق ہیں اس کو آزاد خود مختار بنایا وہ اپنی جان و مال کی ایسی ہی مالک قرار دیگئی جیسے مرد کوئی شخص خواہ باپ دادا ہی ہو' بالغ عورت کو کسی شخص کے ساتھ نکاح پر مجبور نہیں کر سکتا اور اگر بلا اس کی اجازت کے نکاح کر دیا جائے تو وہ اس کی اجازت پر موقوف رہتا ہے اگر نامنظور کر دے تو باطل ہو جاتا ہے اس کے احوال میں کسی مرد کو بغیر اسکی رضا و اجازت کے کسی تصرف کا کوئی حق نہیں۔ شوہر کے مرنے یا طلاق دینے کے بعد وہ خود مختار ہے کوئی اس پر جبر نہیں کر سکتا۔ اپنے رشتہ داروں کی میراث میں اس کو بھی ایسا ہی حصہ ملتا ہے جیسا لڑکوں کو۔ اس پر خرچ کرنے اور اس کے راضی رکھنے کو شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام نے ایک عبادت قرار دیا۔ شوہر اس کے حقوق واجبہ ادا نہ کرے تو وہ اسلامی عدالت کے ذریعے

اس کو اداء حقوق پر ورنہ طلاق پر مجبور کر سکتی ہے۔

"عورتوں کو مردوں کی سیادت اور نگرانی سے بالکل آزاد کر دینا بھی فساد عالم کا بہت بڑا سبب ہے"

عورت کو اس کے حقوق مناسبہ نہ دینا ظلم و جور اور قساوت و شقاوت تھی جس کو اسلام نے مٹایا ہے اسی طرح اس کو کھلے مہار چھوڑ دینا اور مردوں کی نگرانی وسیادت سے آزاد کر دینا اس کو اپنے گزارے اور معاش کا خود کفیل بنانا بھی اسکی حق تلفی اور بربادی ہے۔ نہ اس کی ساخت اس کی متحمل ہے اور نہ گھریلو کاموں کی ذمہ داری اور اولاد کی تربیت کا عظیم الشان کام جو فطرتاً اس کے سپرد ہے وہ اس کی متحمل ہے۔ علاوہ ازیں مردوں کی سیادت و نگرانی سے نکل کر عورت پورے انسانی معاشرہ کے لئے خطرہ عظیم ہے جس سے دنیا میں فساد و خون ریزی اور طرح طرح کے فتنے پیدا ہونا لازمی اور روز مرہ کا مشاہدہ ہیں اسلئے قرآن کریم نے عورتوں کے حقوق واجبہ کے بیان کے ساتھ ساتھ یہ بھی ارشاد فرمایا کہ

"وللرجال علیھن درجة"

مردوں کا درجہ عورتوں سے بڑھا ہوا ہے اور دوسرے لفظوں میں یہ کہ مرد ان کے نگران اور ذمہ دار ہیں۔ مگر جس طرح اسلام سے پہلے جاہلیت اولیٰ میں اقوام عالم سب اس غلطی کا شکار تھیں عورت کو کسی حیثیت سے بھی شمار نہ کیا جاتا تھا۔ اسی طرح اسلام کے زمانہ انحطاط میں جاہلیت اخریٰ کا دور شروع ہوا۔ اس میں پہلی غلطی کا رد عمل اس کے بالمقابل دوسری غلطی کی صورت میں کیا جارہا ہے۔ عورتوں پر مردوں کی اتنی سیادت سے بھی چھٹکارا حاصل کرنے اور کرانے کی سعی مسلسل جاری ہے۔ جسکے نتیجہ میں فحاشی و بے حیائی عام ہو گئی دنیا جھگڑوں اور فساد کا گھر بن گئی قتل وخون ریزی کی اتنی اکثریت ہو گئی کہ جاہلیت اولیٰ کو مات دیدی۔ عرب کا مشہور مقولہ ہے یعنی جاہل آدمی کبھی اعتدال پر نہیں رہتا۔ اگر افراط یعنی حد سے زیادہ کرنے سے باز آجاتا ہے تو کوتاہی اور تقصیر میں مبتلا ہو جاتا ہے یہی حال اس وقت ابنائے زمانہ کا ہے کہ یا تو عورت کو انسان کہنے اور سمجھنے کے لئے

بھی تیار نہ تھے آگے بڑھے تو یہاں تک پہنچے کہ مردوں کی سیادت ونگرانی جو مردوں عورتوں پوری دنیا کے لئے عین حکمت اور مصلحت ہے اس کا جو ابھی گردن سے اتارا جارہا ہے جس کے نتائج بد روزانہ آنکھوں کے سامنے آرہے ہیں اور یقین کیجئے کہ جب وہ قرآن کے اس ارشاد کے سامنے نہ جھکیں گے ایسے فتنے اور بڑھتے رہیں گے آج کی حکومتیں قیام امن کے لئے اور نئے نئے قانون بناتی ہیں اس کے لئے نئے نئے ادارے قائم کرتی ہیں کروڑوں روپیہ ان پر صرف ہوتا ہے لیکن فتنے جس چشمے سے پھوٹ رہے ہیں اس کی طرف دھیان نہیں دیتیں۔ اگر آج کوئی کمسن اس تحقیق کے لئے بٹھایا جائے کہ فساد وخون ریزی اور باہمی جنگ وجدل کے اسباب کی تحقیق کرے۔ تو خیال یہ ہے کہ پچاس فیصد سے زائد ایسے جرائم کا سبب عورت اور اس کے بے بہا آزادی نکلے گی مگر آج کی دنیا میں نفس پرستی کے غلبہ نے بڑے بڑے حکماء کی آنکھوں کو خیرہ کیا ہوا ہے۔ خواہشات نفسانی کے خلاف کسی مصلحانہ قدغن کو گوارا نہیں کیا جاتا۔ اللہ تعالیٰ ہمارے قلوب کو نور ایمان سے منور فرمائیں۔ اور اپنی کتاب اور اپنے رسول اللہ ﷺ کی ہدایت پر پورا عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ کہ وہی دنیاو آخرت میں سرمایہ سعادت ہے۔ مسئلہ اس آیت کے ضمن میں یہ معلوم ہوا ہے کہ قرآن حکیم نے زوجین کو ان کے ذمہ عائد ہونے والے فرائض بتلائے کہ مردوں کے ذمہ عورتوں کے حقوق ادا کرنا ایسا ہی فرض ہے جیسے لہ عورتوں پر مردوں کے حقوق کا ادا کرنا فرض ہے اس میں اشارہ ہے کہ ہر فریق کو اپنے حقوق کا مطالبہ کرنے کی بجائے اپنے فرائض پر نظر رکھنا چاہئے اور اگر اوہ ایسا کریں تو مطالبہ حقوق کا قضیہ ہی درمیان میں نہ آئے گا۔ کیونکہ مرد کے فرائض ہی عورت کے حقوق ہیں اور عورت کے فرائض ہی مرد کے حقوق ہیں جب فرائض ادا ہوگئے تو خود بخود حقوق ادا ہوجائیں گے آج کل دنیا کے سارے جھگڑے یہاں سے چلتے ہیں کہ ہر شخص اپنے حقوق کا مطالبہ تو سامنے رکھتا ہے مگر اپنے فرائض کی ادائیگی سے غافل ہے اس کا نتیجہ مطالبہ حقوق کی جنگ ہوتی ہے جو آج کل عام طور پر حکومتوں اور عوام میں زوجین میں اور دوسرے اہل معاملہ میں چلی ہوئی ہے قرآن حکیم کے اس اشارہ نے معاملہ کے رخ کو یوں بدلا ہے کہ ہر شخص کو

چاہئے کہ اپنے فرائض پورا کرنے کا اہتمام کرے اور اپنے حقوق کے معاملہ میں تسامح اور عفوو درگزر سے کام لے، اگر اس قرآنی تعلیم پر دنیا میں عمل ہونے لگے تو گھروں اور خاندانوں کے بلکہ ملکوں اور حکومتوں کے بیشتر تنازعات ختم ہوجائیں۔

مرد عورت میں درجہ کا تفوق:- (دینی معاملات میں ہے آخرت کی فضیلت میں اس کا کوئی اثر نہیں)

دنیا میں نظام عالم اور انسانی فطرت اور خود عورتوں کی مصلحت کا تقاضا یہی تھا کہ مردوں کو عورتوں پر ایک قسم کی حاکیت اور نگرانی کا نہ صرف حق دیا جائے بلکہ ان پر لازم کیا جائے اس کا بیاں آیت "الرجال قوامون علی النساء" میں آیا ہوں لیکن اس سے سب مردوں کا سب عورتوں سے افضل ہونا لازم نہیں آتا۔ کیونکہ فضیلت عنداللہ کا تمام تر مدار اعمال اور عمل صالح پر ہے وہاں درجات کی ترقی و تنزلی ایمان اور عمل کے درجات کے مطابق ہوتا ہے اس لئے امور آخرت میں یہ ضروری نہیں کہ مردوں کا درجہ عورتوں سے بلند ہے۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ حسب تصریح آیات و روایات ایسا ہوگا یعنی کہ بعض عورتیں اپنی اطاعات و عبادت کے ذریعے بہت سے مردوں پر فائق ہوجائیں گی۔ ان کا درجہ بہت سے مردوں سے بڑھ جائے گا۔ قرآن مجید میں احکام شرعیہ اور اعمال کی جزاء و سزاء اور ثواب وعذاب کے بیان میں اگرچہ حسب تصریح عورتیں اور مرد بالکل برابر ہیں اور جن احکام میں کچھ فرق ہے ان کو مستقل طور پر وضاحت کے ساتھ بیان کردیا گیا ہے۔ لیکن عام طور پر خطاب مردوں کو کیاگیا ہے اور صیغے مذکر کے استعمال کئے گئے ہیں اور یہ بات صرف قرآن حکیم کے ساتھ مخصوص نہیں، عام طور پر حکومتوں کے قوانین میں بھی صیغے مذکر کے استعمال کئے جاتے ہیں حالانکہ قانون مرد عورت کے لئے عام ہوتا ہے۔ اس کا ایک سبب تو وہی فرق ہے جس کا ذکر قرآن کریم کی آیات میں مذکور ہوا ہے۔ کہ مردوں کو عورتوں پر ایک حیثیت سے تفوق حاصل ہے دوسری بات شاید یہ بھی مضمر ہو، کہ مستورات کے ذکر کے لئے بھی ستر ہی بہتر ہے۔ جس کی تشریح بھی آخر مضمون میں کردی گئی ہے لیکن قرآن کریم میں جابجا مردوں کی طرح عورتوں کا ذکر نہ ہونے سے ان کو خیال

پیدا ہوا۔ تو ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے آنحضرت ﷺ سے اس کا اظہار کیا۔ تو سورۃ الاحزاب کی یہ آیات نازل ہوگئیں۔ " ان المسلمین والمسلمت والمومنین والمومنات والقنتین والقنتت" (الاٰیہ)

جس میں مردوں کے ساتھ عورتوں کا مستقل ذکر واضح کر دیا گیا۔ کہ اطاعت و عبادت اور اسکی وجہ سے حق تعالیٰ کے قرب و رضا اور درجات جنت میں عورتوں کا درجہ مردوں سے کچھ کم نہیں یہ روایات نسائی، مسند احمد اور تفسیر ابن جریر وغیرہ میں مفصل مذکور ہے۔ اور تفسیر ابن کبیر میں ایک روایت ہے کہ بعض مسلمان عورتیں ازواج مطہرات کے پاس آئیں اور کہاکہ قرآن کریم میں جابجا مردوں کا تو ذکر ہے عورتوں میں سے ازواج مطہرات کا بھی مستقل ذکر ہے مگر عام مسلمان عورتوں کا ذکر نہیں۔ اس پر آیات مذکورہ نازل ہوئی۔

خلاصہ یہ ہے کہ دنیوی نظام میں عورتوں پر مردوں کا ایک گوشہ تفوق اور حاکمیت ان کی مصلحت کا تقاضا ہے ورنہ نیک و بد عمل کی جزا و سزا اور درجات کا آخرت میں کوئی فرق نہیں۔

قرآن کریم میں ایک دوسری جگہ یہی مضمون وضاحت سے اس طرح مذکور ہے۔ "من عمل صالحا من ذکراو انثی وھو مومن فلنحییتہ حیوۃ طبیۃ" یعنی جو مرد و عورت نیک عمل کرے اور وہ مومن بھی ہو۔ تو ہم اس کو پاکیزہ زندگی عطا کریں اس تمہید کی اصل آیت پر غور کیجئے۔ ارشاد فرمایا۔ "لھن مثل الذی علیھن" یعنی ان کے حقوق مردوں کے ذمے ہیں جیسا کہ ان کے ذمہ مردوں کے حقوق ہیں اس میں عورتوں کے حقوق کا ذکر مردوں کے حقوق سے پہلے کیا جس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ مرد تو اپنی قوت اور خداداد تفوق کی بنا پر عورت سے اپنے حقوق وصول کر ہی لیتا ہے۔ فکر عورتوں کے حقوق کی ہونی چاہئے۔ کہ وہ عادۃ اپنے حقوق زبردستی وصول نہیں کرسکتیں۔ دوسرا اشارہ اس میں یہ بھی ہے کہ مردوں کو عورت کے حقوق ادا کرنے میں مسابقت کرنا چاہئے۔ اور یہاں لفظ "مثل" کے ساتھ دونوں کے حقوق کی مثلیت اور

مساوات کی طرف اشارہ ہے اس کا یہ مطلب تو ہو ہی نہیں سکتا۔ کہ جس طرح کے کام مرد کرے اسی طرح کے عورت بھی یا بر عکس کیونکہ مرد عورت میں تقسیم کار اور ہر ایک کے فرائض فطرۃ جدا جدا ہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ دونوں کے حقوق کی ادائیگی یکساں طور پر واجب ہے اور اس میں کوتاہی اور تقصیر کی سزا بھی یکساں ہے۔ یہاں یہ بات بھی قابل نظر ہے کہ قرآن کریم نے ایک مختصر سے جملے میں مرد و عورت کے حقوق و فرائض کو کیسا سمویا ہے کیونکہ مفہوم آیت میں عورتوں کے تمام حقوق مردوں پر اور مردوں کے تمام حقوق عورتوں پر داخل اور شامل ہیں "بحر محیط) اس جملے کے آخر میں ایک لفظ بالمعروف اور بڑھا کر آپس میں پیش آنے والے جھگڑوں کا خاتمہ فرما دیا کہ حقوق کی ادائیگی معروف طریقے پر کی جائے۔ کیونکہ معروف کے معنی یہ ہیں کہ جو شرعاً بھی منکر و ناجائز نہ ہو۔ اور تمام عادات اور عرف کے لحاظ سے بھی اس میں کوئی تشدد اور زیادتی نہ ہو۔ اس کا حاصل یہ ہوا کہ زوجین کے حقوق اور ان کو اذیت سے بچانے کے معاملہ میں خالص ضابطہ پری کافی نہیں۔ بلکہ عام عرف و عادت کے اعتبار سے دیکھا جائے گا کہ اس معاملہ میں دوسرے کو کوئی ایذا یا ضرر تو نہیں پہنچتا۔ جو چیزیں صرف و عادت کے اعتبار سے ایذا اور ضرر قرار دیجائیں وہ ممنوع و ناجائز ہوں گی مثلاً بے رخی بے التفاتی یا ایسے افعال اور حرکات جن میں دوسرے کو ایذا پہنچے یہ چیزیں قانون دفعات میں تو نہیں آسکتی۔ مگر بالمعروف کے لفظ سے ان کا احاطہ کرلیا اس کے بعد فرمایا۔ "وللرجال علیھن درجۃ" اس کا مشہور مطلب و مفہوم تو یہی ہے کہ حقوق طرفین مساوی ہونے کے باوجود حق تعالیٰ نے مردوں کو عورتوں پر ایک درجہ کا تفوق اور حاکیت عطا فرما دی ہے۔ اور اس میں بڑی حکمتیں ہیں جس کی طرف آخر آیت کے الفاظ "واللہ عزیز حکیم" میں ارشاد فرمایا ہے اور حضرت علامہ بن عباسؓ نے اس جملے کا مطلب یہ بھی بیان فرمایا ہے۔ کہ مردوں کو اللہ تعالیٰ نے عورتوں کے مقابلے میں بڑا درجہ دیا ہے اس لئے ان کو زیادہ تحمل سے کام لینا چاہئے۔ کہ اگر عورتوں کی طرف سے ان کے حقوق میں کوئی کوتاہی ہو بھی جائے تو ان کا درجہ یہ ہے کہ اس یہ اس کو برداشت کریں اور صبر سے کام لیں اور ان کے

حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی نہ کریں۔ (قرطبی)

آخر آیات میں یہ بھی اظہار فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ بہت بڑے زبردست بھی ہیں اور حکمت والے بھی ہیں کوئی بھی ان کے احاطہ سے بھاگ نہیں سکتا۔ مردوں اور عورتوں کو اپنے اپنے شرعی حقوق کی مناسبت کا خیال رکھنا چاہئے۔ اور درجہ میں اپنے مقام سے بالاتر نہیں ہونا چاہئے۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور آخرت میں انسان کی فلاح ہے۔

احکام حجاب کے بارے میں بیان

(قرآن کریم کی آیات کا ترجمہ اور تفسیر)

ترجمہ= کہہ دے ایمان والوں کو نیچی رکھیں ذرا اپنی آنکھیں اور تھامتے رہیں اپنے ستر کو اس میں خوب ستھرائی ہے ان کے لئے۔ بیشک اللہ کو خبر ہے جو کچھ کرتے ہیں۔ اور کہہ دے ایمان والیوں کو نیچی رکھیں ذرا اپنی آنکھیں اور تھامتی رہیں اپنے ستر کو اور نہ دکھلائیں اپنا سنگار مگر جو کھلی چیز ہے اس میں سے اور ڈال لیں اپنی اوڑھنی اپنے گریبان پر اور نہ کھولیں اپنا سنگار مگر اپنے خاوند کے آگے یا اپنے باپ کے یا اپنے خاوند کے باپ کے یا اپنے بیٹے یا اپنے خاوند کے بیٹے اپنے بھائی کے یا اپنے بھتیجوں کے یا اپنے بھانجوں کے یا اپنی عورتوں کے یا اپنے ہاتھ کے مال کے یا کاروبار کرنے والوں کے جو مرد کہ کچھ غرض نہیں رکھتے یا لڑکوں کے جنھوں نے ابھی نہیں پہنچانا عورتوں کے بھید کو اور نہ ماریں زمین پر اپنے پاؤں کو کہ جانا جائے جو چھپاتی ہیں اپنے سنگار اور توبہ کرو اللہ کے آگے سب مل کر اے ایمان والو' تاکہ تم بھلائی پاؤ۔ (سورۃ النور آیات ۳۰۔۳۱)

یہ اللہ تعالیٰ کے احکام کے تمام بنی نوع انسان کے لئے عام ہیں ان کو غور سے پڑھ لینا چاہئے۔ جو ان ہدایت پر نظر نہیں رکھتے' بلکہ تمسخر اور استہزاء کرتے ہیں ان کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ ان کو توفیق سے محروم کر دیتے ہیں جس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ وہ کوئی ہدایت قبول نہیں کرتے ہر آنے والے انسان کے لئے ایک خاص مختصر وقت مقرر ہے اس کو کسی دنیاوی خواہش کے عوض ضائع نہیں کرنا چاہئے کیونکہ اس مختصر وقت کے بعد موت یقینی ہے اور

یوم حساب بھی یقینی ہے۔

مختصر تفسیر:۔ الغرض اللہ تعالیٰ نے نیچی نظر رکھنے اور پردے کے حکم کو نازل فرما کر عورتوں اور مردوں کے بے محابا اختلاط کو روکا عورتوں کو گھروں کی چار دیواری میں محدود رکھنے کی ہدایت کی اور ضرورت کے مطابق باہر نکلنے کے لئے بھی برقع یا لمبی چادروں سے پورا بدن چھپا کر نکلنے اور سڑک کے کنارے چلنے کی ہدایت کی۔ اور ان آیات کی روشنی میں موضع ستر یعنی مردوں کا ناف سے گھٹنوں تک اور عورتوں کا کلبدن بجز چہرہ اور ہتھیلیوں کے واضح ستر ہیں ان کو چھپانا سب سے فرض ہے نہ کوئی مرد دوسرے مرد کا ستر دیکھ سکتا ہے نہ کوئی عورت دوسری عورت کا ستر دیکھ سکتی ہے اور مرد کسی عورت کا یا عورت کسی مرد کا ستر دیکھے یہ بدرجہ اولیٰ حرام ہے حجاب میں خاندانی تعلق کو بحال کیا۔ اور فتنوں سے ہر مرد اور عورت کی حفاظت فرمائی۔ حضرت ام سلمہؓ کی حدیث سے استدلال کیا ہے جس میں مذکور ہے کہ ایک روز ام مسلمہؓ میمونہؓ دونوں آنحضرت ﷺ کے ساتھ تھیں۔ اچانک عبداللہ بن ام مکتوم نابینا صحابی آ گئے۔ اور یہ واقع احکام حجاب نازل ہونے کے بعد پیش آیا تھا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ہم دونوں کو حکم دیا۔ کہ ان سے پردہ کرو ام سلمہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ وہ تو نابینا ہے نہ ہمیں دیکھ سکتے ہیں نہ ہمیں پہنچانتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم تو نابینا نہیں ہو۔ (رواہ ابوداؤد و الترمذی وقال الترمذی حدیث حسن صحیح)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی تفسیر کے مطابق تو غیر محرم مردوں کے سامنے عورت کا چہرہ اور ہاتھ کھولنا بھی جائز نہیں۔ اس میں دوسرے بعض فقہا نے کہا کہ بغیر شہوت کے غیر مرد کو دیکھنے میں عورت کے لئے کوئی مضائقہ نہیں۔ لیکن اسپر بھی سب اتفاق کرتے ہیں کہ نظر شہوت تو حرام ہے۔ اور بلا شہوت نظر کرنا بھی خلاف اولیٰ ہے۔ اور ایک عورت کو دوسری عورت کے واضح ستر کو دیکھنا بغیر خاص ضرورتوں کے یہ بھی آیات کے الفاظ سے حرام ہے۔ کچھ حالات کی بنا پر فقہا امت میں بھی اس مسئلہ کا اختلاف ہے کہ چہرہ اور ہتھیلیاں پردے سے مستثنیٰ اور ان کا بجز محرموں کے سامنے کھولنا جائز ہے یا نہیں۔

مگر اس پر سب کا اتفاق ہے کہ اگر چہرہ اور ہتھیلیوں پر نظر ڈالنے سے فتنہ کا اندیشہ ہو تو ان کا دیکھنا بھی جائز نہیں۔ اور عورت کو ان کو کھولنا بھی جائز نہیں۔